نقد و تحقیق

اکرام اللہ ساجد

اہلِ سُنّت کون؟ ـــــ

عنوان ان کے، متن ہمارے!

حال ہی میں "انجمن احیائے اہلِ سنت علی پور چٹھہ" کی طرف سے دو پمفلٹ شائع ہوئے ہیں ـــــ پہلے پمفلٹ کا نام ہے:

"مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت ہے!"

سولہ صفحات کے اس کتابچہ میں مصنف نے "مسلکِ اہلِ سُنّت و جماعت" کی حقانیت ثابت کرنے کے بعد اپنے بارے تو اہلِ سنّت ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جب کہ اپنے مخالفین کو سب سے بڑے اہلِ بدعت قرار دیا ہے! ـــــ مندرجات کیا ہیں؟ ـــــ ان کا بھی سرسری جائزہ لیا جائے گا، تاہم زیادہ تر گفتگو اس کے ٹائیٹل پیج اور پرنٹ لائن والے صفحہ پر ہوگی، جو اس دعوے کی صداقت یا بطلان کے لیے کافی ہوگی ـــــ ان شاءاللہ!

جیسا کہ کتابچہ کے ٹائیٹل سے ظاہر ہے، اس کتابچہ کے لکھنے والے فاضلِ ذیشان بھی ہیں، مناظر ابنِ مناظر بھی، حضرت مولانا بھی، حکیم بھی، حافظ بھی اور علامہ بھی! ـــــ پھر جن کا وہ فیضانِ تربیت ہیں، وہ استاذ الاساتذہ ہونے کے علاوہ بحر العلوم بھی ہیں، شیخ الحدیث والتفسیر بھی، حضرت علامہ بھی، حافظ بھی، نقشبندی بھی، مجددی بھی اور مفتیٔ اعظم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھی! ـــــ

ـــــ بایں ہمہ، ہم دیکھتے ہیں کہ ٹائیٹل کی تیسری سطر میں قرآنِ مجید کی ایک آیت کے چند الفاظ "یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ" کے اعراب بھی وہ درست نہیں لکھ سکے ـــــ پھر اسی سطر کے باقی ماندہ الفاظ "قال اللہ تعالیٰ فی کلام المجید" بھی ادبیت وفنِ نحو کا ایک بے مثل

نمونہ ہیں اور اہلِ علم حضرات کے علاوہ مبتدی طالب علموں کے لیے بھی خصوصاً لائقِ توجہ! ——— عموماً ہوتا یہ ہے کہ ایسے ہی فاضل حضرات اپنی غلطیوں کی ذمہ داری بیچارے کاتب کے سر تھوپ دیتے ہیں، لیکن اوّلاً تو یہ کتابت کی غلطیاں نہیں ہیں، ثانیاً کاتب صاحب بھی کچھ کم شرف و مجد کے حامل نہیں ہیں ——— جیسا کہ صفحہ ۲ سے ظاہر ہے، وہ گولڈ میڈلسٹ بھی ہیں، ایم۔ اے بی ایس سی بھی اور "خاکپائے گدایانِ آستانہ عالیہ" بھی ——— علاوہ ازیں چونکہ کاتب بھی ہیں، للہٰذا اصولِ کتابت کے لحاظ سے کتابچہ کے صفحات نمبر غلط لگائے ہیں ——— انہوں نے پہلے دو صفحات شمار نہیں کیے، تیسرے صفحہ پر کوئی نمبر نہیں دیا اور چوتھے صفحہ کو صفحہ نمبر ۲ شمار کر کے آخر گنتی ۱۴ تک پہنچائی ہے، جو کہ اصولاً ۱۶ تک ہونی چاہیے تھی ——— یہ وضاحت اس لیے ضروری تھی کہ ہماری طرف سے حوالہ دیتے وقت اگر کہیں صفحہ نمبر کا اختلاف واقع ہو تو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو فلاں صفحہ پر فلاں عبارت درج نہیں کی! ——— بہرحال ع

این ہمہ خانہ آفتاب است !

اب آیئے اس کے مندرجات کی طرف :

فاضلِ ذیشان مسلکِ حق کی تلاش میں روانہ تو بخیر و عافیت ہوتے ہیں، اور ان کے سفر کا نقطۂ آغاز بھی درست ہے، لیکن پھر بھول بھلیوں میں گم ہوتے چلے گئے ہیں ——— ڈوب ڈوب کر ابھرتے اور ابھر ابھر کر ڈوبتے رہے ہیں ——— بعض مقامات تو ان کے لیے بڑے پرخطر ثابت ہوئے، یہی وجہ ہے کہ بالآخر جب ساحلِ مراد پر پہنچتے ہیں تو پہچانتے ہی نہیں جانتے کہ یہ وہی ہیں جو دعوائے مسلکِ حقہ اہلِ سنّت و جماعت رکھتے ہیں، یا وہ کہ جو بحرِ ظلمات میں بری طرح غوطے کھاتے رہے ہیں؟

ان کا پورا کتابچہ اسی اجمال کی تفصیل ہے ——— چنانچہ اس کا اندازہ قارئینِ کرام کو ان کے درج ذیل طرزِ استدلال سے ہوگا، جو انہوں نے مسلکِ اہلِ سنّت و جماعت کو حق ثابت کرنے کے لیے اپنایا ہے:

پہلے تو انہوں نے "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کے حوالے سے "صراطِ مستقیم" کی ضرورت کا احساس دلایا ہے ——— پھر "صراطِ مستقیم" کی پہچان بتلائی ہے کہ یہ ان لوگوں کی راہ ہے جو اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں ——— اس کے بعد انعام یافتگان کی نشاندہی سورۃ النساء کی ایک آیت کے حوالے سے کی ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا انعام انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہداءِ عظام

اور صلحائے کرام (اولیائے کاملین) پر ہوتا ہے !"——— پھر ناجی گروہ پر "ما انا علیہ واصحابی" سے استدلال کرتے ہوئے تابعینِ عظام، تبع تابعین کے علاوہ غوث، قطب، ابدال، اوتاد وغیرہ سب کو ناجی گروہ، صحابہ کرامؓ کی راہ چلنے والے اور ایک ہی طریقہ وعقیدہ کے حامل قرار دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ :

"ان میں سے کسی ایک کی اتباع کرنے والا سب کی اتباع کر رہا ہے، یا بالفاظِ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اولیائے کاملین کی اتباع کرنے والا صحابہ کرامؓ اور جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتباع کر رہا ہے !"

اس کے بعد سورۂ لقمان کے حوالے سے ایک ارشادِ خداوندی :

"——— میرے برگزیدہ بندوں کی اتباع کرو" نقل کر کے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ :

"ان اللہ والوں کی محبت ومعیت کے ساتھ ساتھ ان کی اتباع بھی لازم ہے !" (ص۶)

"ان تمام مقدس ہستیوں کو اور ان کے طریقہ پر چلنا ہی باعثِ نجات ہو سکتا ہے !"

(فقرہ درست کیجئے، آئندہ ایڈیشن میں کام آئے گا ——— ناقل ——— حوالہ ایضاً)

"اولیاءالرحمان" کی بارگاہ میں گزرا ہوا ہر لمحہ عبادت، اور ان کی محفلِ پاک میں لیا گیا ہر سانس نجات ومغفرت کا سبب بن جاتا ہے !" (ص۷)

——— اس کے بعد مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت کی یاد ستائی ہے تو "احیاءالعلوم" کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ وہ ہیں جو "ما انا علیہ واصحابی" کا مصداق ہیں (ملخصاً) ص۹

اسی سلسلہ میں سفیان ثوریؒ، امام غزالیؒ، ملّا علی قاریؒ، مجدد الف ثانیؒ کے اقوال نقل کر کے پھر اچانک بیٹھے سے بری طرح اکھڑے ہیں کہ ؎

"آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر تو مان گیا !" (ص۱۱)

اس کے بعد "فرمان حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ" کے زیرِ عنوان اور "حضور حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ" "شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" وغیرہم سے فرقہ ناجیہ اہلِ سنّت وجماعت کی سند لائے ہیں، اور "حرفِ آخر" میں مشورہ دیا ہے کہ :

"ہمیں چاہیئے کہ ما انا علیہ واصحابی کے تحت مسلکِ حق اہل سنّت وجماعت کے عقائد کی پیروی کریں !"

علامہ صاحب! —— یہ صراطِ مستقیم ہے یا خطِ منحنی؟ —— مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت ہے، یا چوں چوں کا مربّہ؟ —— واللہ! اگر ہمیں یہ خدشہ نہ ہوتا کہ بعض سادہ دل ان ہزلیات کا شکار ہو جائیں گے، تو اس چیتھڑے کا نوٹس لینا تو کجا، ہم اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے! —— آپ نے انعام یافتگان "انبیاءؑ وصدّیقین وشہداء وصالحین" کی صف میں "غوث، قطب، ابدال و اوتاد کو لا گھسیڑا ہے، ساتھ ہی ساتھ "ما انا علیہ واصحابی" کی رٹ بھی جاری ہے، ہم، ذرا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ان کا وجود تو ثابت کیا ہوتا! —— پھر آپ کو یہ حق کس نے دے دیا ہے کہ قرآنِ مجید کی آیات کا غلط ترجمہ کریں؟ —— مثلاً آپ نے صفحہ ۳ پر لکھا ہے:

"چنانچہ فرمایا" ایمان والو جب مجھ سے صراطِ مستقیم پر استقامت کا سوال کرو تو ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کرو مولا ہمیں اس صراطِ مستقیم پر قائم رکھنا جس پر تیرے انعام یافتہ بندے ہیں (فاتحہ)"۔

اس عبارت کی ابتدا میں "چنانچہ فرمایا" —— اور آخر میں "(فاتحہ)" کا حوالہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موجود ہے —— ذرا نشاندہی فرمائیں کہ کہاں؟ —— اس سورہ کے وہ کون سے عربی الفاظ ہیں، جن کا یہ ٹھیک ٹھیک ترجمہ ہے؟ —— ورنہ پھر یہ تسلیم کریں کہ آپ فنِ صحافت کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں اور بے خطر اس میدان میں کود پڑے ہیں، جس میں بڑے بڑوں کے پتّے پانی ہو جاتے ہیں! —— یہی حشر آپ نے سورۃ النّساء کی آیت ۶۹ کا کیا ہے —— یہاں بھی آپ نے "ارشاد ہوتا ہے" سے بات شروع کر کے، آخر میں (نساء) لکھا ہے، جب کہ درمیانی عبارت درج ذیل ہے:

"اللہ تعالیٰ کا انعام انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہداء عظام اور صلحائے کرام (اولیائے کاملین) پر ہوتا ہے" (صہ۳)

حالانکہ وہاں ارشاد یہ ہو رہا ہے کہ:

"جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاءؑ اور صدّیق اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں" (ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

اگر آپ کو یہ اصرار ہو کہ ہم نے ترجمہ نہیں، مفہوم درج کیا ہے، تو کوئی شخص آپ کی اس عبارت سے یہ مفہوم بھی اخذ کر سکتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا انعام انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہدائے عظام اور صلحائے کرام پر ہوتا ہے، کسی دوسرے پر نہیں!" —— آپ تبلائیے، اس مفہوم میں کیا قباحت

ہے، جو آپ کی عبارت سے ٹھیک ٹھیک مترشح ہے! ——— لیکن اس مفہوم نے بات کہاں تک پہنچادی؟ ——— آپ اپنے بارے ہی بتلائیں، آپ پر اللہ تعالیٰ نے آج تک کوئی انعام نہیں فرمایا، ——— ہر کہ ومہ پر اس منعم حقیقی کے انعامات کی تو کوئی انتہا ہی نہیں! ——— لگے ہاتھوں، آپ کو یہ بھی بتادیں کہ ہم اسی ذاتِ باری تعالیٰ کی پناہ لیتے اور اسی سے مدد مانگتے ہیں! ——— فللہ الحمد!

محترم! اپنی اس جسارت کو معمولی نہ سمجھئے، قرآنِ مجید کی آیات کے ترجمہ ومفہوم میں معمولی سا ردّ وبدل بھی بڑے خوفناک اور بھیانک نتائج پیدا کرتا ہے ——— مطلب برآری کے لیے ترجمہ ومفہوم کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، الفاظ کو ان کے سیاق وسباق سے الگ کرکے ان سے اپنے مزعومہ عقائد ومعانی کشید کرنا "تفسیر بالرائے" کے ذیل میں آتا ہے، جس پر کتاب وسنّت میں جہنّم کی وعید سنائی گئی ہے، لیکن آپ لوگوں نے یہ وطیرہ ہی بنالیا ہے ——— چنانچہ اس طرزِ عمل نے آپ کو مزید شہ دی تو آپ نے صہ پر لکھ دیا:

"ارشاد ہوتا ہے" میرے برگزیدہ بندوں کی اتباع کرو (لقمان)"

——— ذرا بتلائیے، سورۂ لقمان کی کون سی آیت ہے، جس کا یہ ٹھیک ٹھیک ترجمہ ہے؟ ——— آپ نے نہ آیت کا نمبر دیا، نہ اس کے الفاظ درج کیے، اس لیے کہ اس صورت میں ہیرا پھیری ممکن نہ تھی ——— پھر یہ ہیرا پھیری یہیں پر ختم نہیں ہوگئی ——— اس سے اگلی عبارت یوں ہے:

"ہدایت یافتہ لوگوں (انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہداء کرام، صلحاء کرام) کی راہ پر چلو (انعام")!

——— صفحہ ——

——— یہاں بھی آپ نے نہ آیت کے الفاظ درج کئے ہیں اور نہ آیت کا نمبر دیا ہے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن نہ تھا، جو بریکٹ میں اور پھر بعد میں بھی اخذ کیا گیا ہے ———

قارئینِ کرام! آپ حیران ہوں گے، مذکورہ مطلب سورۃ الانعام کی آیت ۹۱ کے الفاظ "أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" سے کشید کیا گیا ہے ——— جن کا تحت اللفظی ترجمہ یہ ہے:

"یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے پس ساتھ ہدایت ان کی کے پیروی کر[۱]!"

(ترجمہ شاہ رفیع الدین)

---

[۱] یہ وہی ترجمۃ القرآن ہے، جس کے آپ حضرات کیڑے نکالتے رہتے ہیں، لیکن اس لفظی ترجمہ میں خوبی یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی بھی خواہشِ نفس کے اسیر کو غلط روی کی گنجائش نہیں مل پاتی۔ آئندہ چند سطور پڑھنے سے آپ کو اس امر کا بخوبی احساس ہوجائے گا!

اس سے قبل سورۃ الانعام میں ۱۸ انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی مذکور ہیں، جن کی ہدایت کی اقتداء کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے ——— مولانا نعیم الدین مراد آبادی، جن کی تفسیر مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمۃ القرآن پر موجود ہے، اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں، کیونکہ خصال و کمال و اوصاف شرف جو جدا جدا انبیاء کو عطا کئے گئے تھے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سب کو جمع فرما دیا اور آپ کو حکم دیا" فبھداھم اقتدہ" تو جب آپؐ تمام انبیاء کے اوصافِ کمالیہ کے جامع ہیں تو بے شک سب سے افضل ہوئے۔"

قارئینِ کرام، آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ:

۱۔ آیت میں "پیروی کر" ("اقتدہ" کا ترجمہ) کے مخاطب تنہا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

۲۔ جن کی ہدایت کی پیروی کا حکم دیا جا رہا ہے، وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔

——— لیکن مسلکِ حق اہلِ سُنّت کے یہ ٹھیکیدار، جو ہمارے مخاطب ہیں، یہ لکھ کر کر:

"ہدایت یافتہ لوگوں (انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہداء کرام، صلحائے کرام) کی راہ پر چلو" ——— گویا:

۱۔ قرآنِ مجید کے حوالے سے ہم سب افرادِ امت کو مذکورہ حکم سنا رہے ہیں۔

اور اگر یہ خطاب ہم سے نہیں، تو پھر

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اپنے امتیوں کے پیچھے لگانا چاہ رہے ہیں۔

کیونکہ آیت میں خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے ——— حالانکہ آپؐ وہ ہستی ہیں کہ جن پر ایمان لانے کا تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے روزِ ازل عہد لیا گیا تھا[1] ——— مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی عبارت میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ملاحظہ ہو، اور دوسری طرف انہی کے ایک نام لیوا، حضورؐ کے "عاشقِ صادق" کی آپؐ کے حق میں گستاخی اور آپؐ کی تنقیص ملاحظہ ہو (العیاذ باللہ!)

فاضلِ ذیشان صاحب، کیا علمائے کرام کی یہی شان ہے؟ ——— ان کی امانت و دیانت کا کیا یہی رنگ ہوتا ہے: ——— آپ نے اپنے اس زیرِ نظر اور دوسرے پمفلٹ میں بھی اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے بہت سی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ——— مذکورہ صورتحال

---

[1] یہ مضمون قرآنِ مجید کی سورہ آلِ عمران، آیت ۸۱ میں موجود ہے۔

کے تحت آپ خود ہی تبلائیں کہ ان حوالوں کا کہاں تک اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ ــــــ جب خالق کے کلام قرآنِ مجید کی لاج آپ نے نہیں رکھی، تو مخلوق کے اقوال سے آپ نے کیا سلوک کیا ہوگا؟۔ ــــــ کیا ہم یہ سوچنے میں حق بجانب نہیں کہ جس نے اللہ رب العزت پر جھوٹ باندھنے سے گریز نہیں کیا، وہ بندوں سے کس رد یہ کا مرتکب ہوا ہوگا؟

علامہ صاحب! آپ نے دیکھ لیا، اس ہیرا پھیری کا کس قدر اندوہناک نتیجہ برآمد ہوا ہے؟ ــــــ یہ سب کچھ آپ نے "صلحاء پرستی" کے شوق میں کیا ہے ــــــ یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے کہ:

"ان اللہ والوں کی محبت و معیت کے ساتھ ساتھ ان کی اتباع بھی لازم ہے!" (ص۶)

چنانچہ جہاں آپ کا طرزِ استدلال باعثِ افسوس ہے، وہاں یہ نتیجہ بھی قرآنِ مجید، صحابہ کرامؓ اور صلحائے امت، سب سے ٹکرانے والی بات ہے ــــــ اس نتیجہ کی بدولت ہم آپ ہی سے پوچھتے ہیں کہ اس گئے دور میں بھی اللہ والوں کی تعداد کروڑوں سے متجاوز ہوگی ــــــ ہمیں چھوڑیئے، آپ کے اپنے ہی کیا تھوڑے ہیں! ــــــ اگر ان سب کی اتباع لازم ہے، تو آپ نے کتنے نبی اور رسول بنا رکھے ہیں؟ ــــــ ہم تو ٹھہرے وہابی، جو بقول آپ کے (معاذ اللہ) حضورؐ کی شان گھٹاتے ہیں، آپ فرمایئے، آپ نے مسندِ رسالت کے لیے کون کون سے نام تجویز کر رکھے ہیں؟ ــــــ کیا آپ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہیں؟ ــــــ مرزائیوں میں کیا عیب ہے؟ ــــــ یہی نا، کہ انہوں نے صرف ایک نبی بنایا اور غیر مسلم قرار پائے؟ آپ نے تو کروڑوں بنا ڈالے! ــــــ کیا یہی صراطِ مستقیم ہے؟ "ما انا علیہ واصحابی" کے حوالے سے تبلایئے، کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خود میں سے کسی ایک کی بھی اتباع کسی دوسرے پر لازم قرار دی؟ ــــــ وہاں تو حالت یہ تھی کہ ایک بڑھیا نے عمر فاروقؓ ایسے جلیل القدر صحابی، خلیفہ راشد کو برسرِ عام ٹوک دیا تھا ــــــ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ الرسول ہونے کے باوجود یہ اعلان کرتے سنائی دیتے ہیں کہ "لوگو! اگر میں اچھا کام کروں، تو میری مدد کرو، اور اگر کوئی غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کر دو!" ــــــ صحابہ کرامؓ کے بعد صلحائے کرام کی طرف آیئے! ــــــ آپ حنفی مقلد ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کو صالحین سے بھی کچھ اوپر ہی سمجھتے ہوں گے ــــــ کیا انہوں نے اپنی اتباع دوسروں پر لازم قرار دی؟ ــــــ اس کے برعکس تقریباً تمام ائمہ نے بشمول ان کے "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" کا نعرۂ حق بلند کیا ہے ــــــ امام مالکؒ کا یہ قول مشہور و معروف ہے کہ:

"مامن احد الّاو قولہٗ مقبول او مردود علیہ الّا صاحب ھٰذا القبرؔ"

"تم میں سے ہر کسی کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے، اور ٹھکرائی بھی جا سکتی ہے، سوائے اس صاحبِ قبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے!"

—— یہ بات آپ نے اس وقت کہی تھی، جب خلیفۂ وقت نے آپ کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ آپؒ کی کتاب مؤطا کو مملکت کا دستور بنا لیا جائے —— مطلب واضح ہے کہ آپ دوسروں پر اپنی اتباع لازم قرار دینے کے قائل نہیں تھے، لہٰذا یہ کہہ کر خلیفہ کی پیشکش ٹھکرا دی!

—— دور کیوں جائیے، اپنے "حضور غوثِ اعظم" سے ہی سند لیجئے، آپ فرماتے ہیں:

"لیس لنا نبیّ غیرہ فنتّبعہ ولا کتاب غیر القرآن فنعمل بہٖ فلا تخرج عنہما فتھلك فیضلّك ھواك والشیطان، قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ!"

(فتوح الغیب، حاشیہ غنیۃ الطالبین، صہ ۴۹۷)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی دوسرا نبی نہیں جس کی ہم اتباع کریں، اور نہ ہی قرآنِ مجید کے علاوہ کوئی کتاب جس پر ہم عمل کریں —— (اے طالب ہدایت!) ان دونوں (کتاب و سنّت) سے باہر نہ نکل، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا، اور تیری خواہشِ نفس اور شیطان تجھے گمراہ کر دیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "خواہشات کی پیروی نہ کر، یہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گی!"

کیوں جناب، کچھ آیا سمجھ میں؟ —— خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، ان الفاظ نے ہمارے مذکورہ بالا استدلال "اگر ان سب کی اتباع لازم ہے، تو آپ نے کتنے نبی اور رسول بنا رکھے ہیں؟" پر بھی مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے، کہ یہ استدلال درست ہے —— کیونکہ امت پر صرف نبیؐ کی اتباع لازم ہے، سب اللہ والوں کی نہیں! —— ورنہ سوچئے، کلمہ طیبہ میں صرف "محمد رسول اللہ" کی تخصیص آخر کس لیے ہے؟ —— کیا آپ کو کلمہ طیبہ کے معانی بھی نہیں آتے؟

مزید قریب آئیے، آپ نے اپنے اسی کتابچہ کے صفحہ ۳ پر خود لکھا ہے:

"ارشاد خداوندی ہے" اے ایمان والو، اگر تمہارا کسی بات پر تنازعہ ہو جائے تو اللہ اور

رسول کی طرف رجوع کیا کرو (نساء)"

—— قطع نظر اس سے کہ یہاں بھی آپ نے حسبِ عادت، آیت کے ترجمہ میں "اے ایمان والو" کے بعد "اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی بھی[1] " کے الفاظ گول کر دیئے ہیں۔ آپ کے باقی ماندہ الفاظ بھی یہ گواہی دینے کے لیے کافی ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی بھی اطاعت یا اتباع لازم نہیں"!

اسی لیے تو اولی الامر کی اطاعت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ممکنہ تنازعہ کو حل کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی طرف رجوع کا حکم دیا جا رہا ہے! —— لیکن ادھر صفحہ ۶ پر آپ فرماتے ہیں کہ:

"ان اللہ والوں کی محبت و معیت کے ساتھ ساتھ ان کی اتباع بھی لازم ہے"!

مناظر ابنِ مناظر صاحب! ان دونوں عبارتوں کو بغور پڑھئے —— ان میں سے پہلے الفاظ سورۃ النساء کی اس آیت کا نتیجہ ہیں، جس کا ادھورا ترجمہ آپ نے نقل کیا ہے، جب کہ دوسری عبارت بھی آپ کی اپنی ہی ہے —— فرمائیے ان میں کہاں تک مطابقت ہے؟ —— ویسے مولانا سچی سچی بتائیے، آپ نے یہاں بھی جو الفاظ گول کئے ہیں، کہیں جان بوجھ کر گول تو نہیں کئے، تاکہ اللہ والوں کی اتباع لازم قرار دی جا سکے؟ —— خدارا کسی آیت کو تو معاف کیا ہوتا —— کہیں تو خدا خوفی سے کام لیا ہوتا!

مزید دیکھئے، آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"ان تمام مقدس ہستیوں کے طریقہ پر چلنا ہی باعثِ نجات ہو سکتا ہے!" (ص۶)

—— محترم، اگر یہی بات ہے تو "ما انا علیه واصحابی" کا مطلب کیا باقی رہ گیا؟ —— یعنی اندریں صورت اس فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت سے مطلع فرمائیے!

امید ہے، بات سمجھ میں آگئی ہوگی —— اگر نہیں تو ہم وضاحت کیے دیتے ہیں کہ صفحہ ۹ پر آپ نے خود "احیاء العلوم" کی عبارت کا درج ذیل ترجمہ درج کیا ہے:

---

[1] دیکھئے سورۃ النساء، آیت نمبر ۵۹

"جب جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقۂ ناجیہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا" وہ اہلِ سنت وجماعت کا گروہ ہے پھر عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ سنّت وجماعت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ میرے اور میرے صحابہ کرامؓ کے طریقے پر عمل پیرا ہوں گے"

۔ بات سمجھانے کی غرض سے اس عبارت کا یہ مختصر مفہوم بالکل درست ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر چلنا ہی باعثِ نجات ہوسکتا ہے"

لیکن آپ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

"ان تمام مقدس ہستیوں (جن میں آپ کے اللہ والے بھی شامل ہیں) کے طریقہ پر چلنا ہی باعثِ نجات ہوسکتا ہے"!

تبلائیے، ان دونوں میں سے کون سی بات درست ہے؟ ـــ ظاہر ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہی درست ہے، جو" ما انا علیہ واصحابی "تک محدود ہے! ـــ اور آپ کی بات غلط ہے جو" ما انا علیہ واصحابی وشہدائے کرام واللہ والے ومقدس ہستیوں" تک طویل ہوتی چلی گئی ہے! ـــ حضورؐ تو ناجی گروہ اور اہلِ سنّت وجماعت کی تعریف صرف "ما انا علیہ واصحابی" بتلائیں، اور آپ حضورؐ کو بھی لقمے دیں کہ "نہیں نہیں یا رسول اللہؐ ان میں دوسرے بھی بہت سے لوگ شامل ہیں"! ـــ پھر بھی آپ پکے اہلِ سنّت کے اہلِ سنّت اور ناجی کے ناجی!

۵ـ اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ!

ذرا سستا لیجئے، اور پھر مزید آگے بڑھئے! ـــ صفحہ ۶ پر آپ تمام اللہ والوں کی اتباع لازم قرار دے رہے ہیں، لیکن اس سے اگلے صفحہ، پر ہی یہ رونا بھی رویا ہے کہ:

"(آج) تصوّف جیسے پاکیزہ شعبے میں بھی کالی بھیڑیں موجود ہیں جو تصوف کا لبادہ اوڑھ کر مسلکِ اہلِ سنت وجماعت کو بدنام کر رہی ہیں، وہ اولیاء اللہ نہیں بلکہ اولیاء الشیطان ہیں"!

ـــ اوپر کے آئینہ میں جھانک کر تبلائیے کہ یہ کالی بھیڑیں کون سی ہیں؟ ـــ پھر اس حقیقت سے انکار کیجئے کہ آج ہر ایرا غیرا نتھو خیرا بھی ولیٔ کامل ہی کہلاتا ہے ـــ کیا ان سب کی اتباع لازم

ہو گی ؟ ـــــ ورنہ آپ کے پاس ولایت کا معیار کیا ہے ؟ ـــ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اسی مقام پر یہ معیار درج کیا ہے کہ:

"ولی صرف اور صرف وہ ہو سکتا ہے جو شریعتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل طور پر پابند ہو ـــ بقول شاعر ـــ

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید !" (ص۵)

ـــــ معاف کیجئے گا، یہ معیار اگرچہ درست ہے، لیکن آپ مثلاً اپنے بارے ہی بتلائیے کہ شریعتِ مصطفویہ کی پابندی کے بھی دعویدار ہیں اور مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت کے حامل ہونے کے بھی، لیکن "خلافِ پیمبر" چلتے ہوئے "ماانا علیہ واصحابی" پر اضافہ کرتے اور قرآنِ مجید ایسی پاکیزہ کتاب میں تحریفِ معنوی سے بھی باز نہیں آتے ـــــ کیا آپ کی بھی اتباع لازم ہو گی ؟ ـــــ ہم اولیاء اللہ کی ولایت کے انکاری نہیں، ہاں ہم ہر مدعیٔ ولایت کو معصوم قرار دے کر اس کی لازمی اتباع کے انکاری ہیں ـــــ کیونکہ لازمی اتباع صرف اس ہستی کی ہو گی، جو معصوم ہے اور جو مخلوق میں پیمبر کے علاوہ اور کوئی نہیں ! ـــــ ہمارا یہ عقیدہ نوٹ کر لیجئے ! ـــــ جب کہ آپ کے عقیدہ سے ہمیں شدید اختلاف ہے، جو آپ نے اس مقام پر لکھا ہے ـــــ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص شریعتِ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تارک ہے (مجذوب بحکم وانتم سکارٰی اس قانون سے مستثنیٰ ہیں) وہ ولی تو کیا کامل الایمان مومن بھی نہیں ہو سکتا۔" (ص۵)

بریکٹ میں درج شدہ اپنے الفاظ کی وضاحت فرمائیے، آپ کہنا کیا چاہتے ہیں ؟ ـــــ "وانتم سکارٰی" والی آیت کا تعلق شراب سے ہے ـــــ لہٰذا "سکارٰی" وہ ہے جو شراب سے مست ہو ـــــ اندریں صورت "مجذوب بحکم وانتم سکارٰی" کا معنیٰ بنا: "مجذوب جو شرابی کے حکم میں ہے" ـــــ اس مجذوب شرابی کو آپ شریعتِ مصطفویہ کی پابندی کے قانون سے مستثنیٰ قرار دے رہے ہیں ـــــ آخر کس خوشی میں ؟ ـــــ کتاب وسنت میں تو شرابی کے لیے سزا مقرر ہے، اور آپ اسے ولیٔ کامل قرار دے کر "ان مقدس ہستیوں" کی اتباع بھی لازم قرار دے رہے ہیں ! ـــــ بھلا اس عقیدہ کو کون قبول کرے ؟ ـــــ یہی مجذوب تو ہیں جو آج خدا بنے بیٹھے ہیں اور عوام تو عوام رہے، آپ ایسے "فاضلِ ذیشان" بھی ہمیں یہ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ:

"ان کی بارگاہ میں گزرا ہوا ہر لمحہ عبادت اور ان کی محفلِ پاک میں لیا گیا ہر سانس نجات و

مغفرت کا سبب بن جاتا ہے!"

نیز یہ دعوت دیتے ہیں کہ ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر تو مان گیا!

— کیا یہی ہے آپ کا عقیدہ اور مسلکِ اہلِ سُنّت وجماعت؛ جو قرآن مجید کے پہلے صفحہ اور پہلی ہی سورہ کے الفاظ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کے سراسر خلاف ہے! — ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ رب کے حضور معافی مانگیے، ورنہ "مسلکِ اہلِ سُنّت وجماعت" پر رحم فرماتے ہوئے اس کا نام بھی نہ لیجئے!

— افسوس مولانا! آپ کو اس ساری تگ ودو سے کیا حاصل ہوا؛ — سو بات کی ایک بات یاد رکھیے کہ طلب اگر صادق ہو تو کتاب وسنّت راہنمائی مہیا کرنے میں بس کرتے ہیں — نجات یافتہ گروہ کی اگر آپ کو تلاش تھی تو قرآنِ مجید کی ایک چھوٹی سی آیت یہ مسئلہ حل کردیتی ہے:

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ" [۱]

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔"

— اس سے قبل کی آیت بھی ملاحظہ ہو:

"اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" [۲]

"مومنوں کی تو بات ہی یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلائے جائیں، تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں، تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

---

[۱] سورۃ النور، آیت ۵۲ [۲] ایضاً، آیت ۵۱

—— ہاں اگر بات "صراطِ مستقیم" سے شروع کرنا ضروری تھی، تو پہلے آپ صراطِ مستقیم کی تعریف قرآنِ کریم سے معلوم کرتے —— چنانچہ سورۂ یٰسٓ میں ہے:

"اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ"

(یٰسٓ: ۶۰-۶۱)

"اے بنی آدم، کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا، یہی صراطِ مستقیم ہے"!

پھر یہ گارنٹی کہ صراطِ مستقیم پر کون ہے؟ —— اسی سورہ کی ابتدائی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ"

"یٰسٓ، قسم ہے قرآنِ حکیم کی، بیشک آپؐ پیغمبروں میں سے ہیں۔ صراطِ مستقیم پر"!

پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرتے ہوئے، آپؐ ہی کے بتلائے ہوئے طریقوں (سنت) کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت صراطِ مستقیم کی جامع و مانع تعریف ہے —— یہی کلمہ طیبہ کا مفہوم بھی ہے اور یہی مسلکِ اہلِ سنت بھی! —— اسی کو قرآنِ کریم نے دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت سے تعبیر کیا ہے، اور ایسے ہی اطاعت شعار لوگوں کو اللہ رب العزت نے اپنے انعام یافتہ بندوں کی معیت کے حوالہ سے نجات کی خوشخبری سنائی ہے:

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا"

(النسآء: ۶۹)

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرے، تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاءؑ و صدیقین و شہداء و صالحین —— یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"!

آپ نے ملاحظہ فرمایا، یہ راہ کس قدر آسان، بے خطر اور محفوظ ہے؟ ——

نجات کی خوشخبری قرآن کریم میں طرح طرح سے انہی لوگوں کو سنائی جا رہی ہے، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہیں ـــــ ورنہ آپ جو بہت سے ٹپے مارنے اور آیاتِ قرآنی میں تاویل و تحریف کے خطرناک مراحل سے گزرنے کے بعد انبیاءؑ و صدّیقین و شہداء و صالحین کی اتباع لازم قرار دے رہے ہیں، کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور آپؐ کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد (صدّیقین و شہداء و صالحین تو الگ رہے) اب کسی دیگر نبیؑ کی شریعت کی اتباع بھی لازم تو درکنار، جائز تک نہیں! ـــــ ورنہ بتلائیے، یہودی یہودی کیوں اور عیسائی عیسائی کیوں ہیں؟ ـــــ ویسے بھی آپ کو راز کی بات بتلا دیں کہ آپ کی مراد صرف اور صرف "صالحین" سے ہے، انبیاءؑ و صدّیقین سے آپ کو کوئی سروکار نہیں۔ اس لیے کہ آپ کے مزعومہ عقائد آپ کو انہی سے حاصل ہوتے ہیں، جنہیں کتاب و سنّت سے قطع نظر، خود آپ نے "صالحین" کا درجہ دے رکھا ہے ـــــ مثلاً وہی "مجذوب بحکم وانتم سکارٰی" والی بات! ـــــ چنانچہ انبیاءؑ و صدّیقین سے آپ اس کی سند نہیں لا سکتے! ـــــ
بہرحال ہم آپ کو بتلانا یہ چاہتے ہیں کہ لازمی اتباع کا یہ مقام آج صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ـــــ جس کی اہمیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اس ارشادِ گرامی سے ظاہر ہے کہ:

"لو کان موسٰی حیًّا ما وسعہٗ الّا اتّباعی!"

"اگر (آج) موسٰیؑ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارۂ کار نہ ہوتا!"

نیز فرمایا:

"لو بدا لکم موسٰی واتّبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السّبیل!"

"اگر آج موسٰیؑ ظاہر ہو جائیں، پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرنے لگو تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے!"

کاش، آپ علامہ ہونے کے باوجود اس قدر یتیم فی العلم ـــــ اور حضورؐ سے عشقِ صادق کے دعویدار ہونے کے باوجود آپؐ کے مقام سے اس قدر بے بہرہ نہ ہوتے ـــــ آہ!

~~~
میراث میں ہاتھ آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن
~~~

ـــــ اور اگر سنّت سے نجات یافتہ گروہ کی تلاش آپ کا مقصود تھی، تو اس

حدیثِ پاک کو مکمل نقل کر دینا کافی تھا، جس کا ایک ٹکڑا آپ نے صفحہ اول پر درج کیا ہے:

"تفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی"

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

"میری اُمت تہتر گروہوں میں متفرق ہوگی۔ ملّتِ واحدہ کے سوا سب جہنمی ہوں گے" صحابہ رضؓ نے عرض کی: "اللہ کے رسولؐ! وہ کون لوگ ہیں"؟ فرمایا" جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں!"

—— پھر اگر اس ناجی گروہ کے نام کی تلاش تھی، تو اسی مشکوٰۃ کے" باب ثواب ہٰذہ الامۃ" میں حدیث موجود ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسد اھل الشام فلا خیر فیکم ولا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث حسن صحیح"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہلِ شام خرابی وفساد کا شکار ہوں گے، تم میں خیر نہ ہوگی (رہی) میری امت میں ایک طائفہ منصورہ ہمیشہ رہے گا کہ جو انہیں رد کرے گا، انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت برپا ہو —— ابنِ مدینیؒ (امام بخاریؒ کے استاذ) نے فرمایا، وہ (جماعت) "اصحاب الحدیث" ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا، یہ حدیث حسن صحیح ہے!"

آپ کو چونکہ اس سلسلہ میں" اصحاب الحدیث" کا نام آنا گوارا نہ تھا، لہٰذا اِدھر اُدھر گھومتے پھرے ہیں —— اس نام سے آپ کو اس قدر چڑ تھی کہ آپ نے "غنیۃ الطالبین" ص۱۸ کے حوالہ سے، الفاظ" واما الفرقۃ الناجیۃ فھی اھل السنۃ والجماعۃ" تو نقل کر دیئے ہیں، لیکن اسی غنیۃ الطالبین میں آپ کے "غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ" نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"ما اسمهم الا اصحاب الحدیث واهل السنة"۔ (ص۱۹۲)

"ان کا نام "اصحاب الحدیث" اور "اہل السنۃ" کے علاوہ اور کچھ نہیں!"

حقیقت یہ ہے کہ "اصحاب الحدیث" اور "اہل السنۃ" دونوں نام ایک ہی طائفہ منصورہ کے ہیں، جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے، اور جن کی شناخت و تعریف حدیث میں بیان ہوئی کہ: "ما انا علیہ واصحابی"! ــــ یعنی وہ اس طریقہ پر کاربند ہوں گے جس پر میرے (رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں! ــــ لہٰذا اصل بحث یہ ہے ہی نہیں کہ "مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت ہے یا نہیں؟" ــــ جس کے لیے آپ نے سولہ صفحے بیکار سیاہ کر دیئے ہیں ــــ ہاں بلکہ اصل بحث یہ ہے کہ اہلِ سنّت ہیں کون؟ اور حالات و واقعات، قول و فعل، نیز تحریر و تقریر کے حوالہ سے "ما انا علیہ واصحابی" کا صحیح مصداق کون ہیں؟ ــــ پس آپ کو تبلانا یہ چاہیئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مبارک دور میں دین و شریعت صرف اور صرف کتاب و سنّت میں منحصر تھے ــــ تقلید اور مقلّدین کا ان دونوں نام نشان تک نہیں تھا ــــ لہٰذا مذکورہ تعریف کا مصداق وہی ہو سکتے ہیں، جو آج بھی کتاب و سنّت سے سند لاتے ہیں ــــ جو ان کے مطابق ہو، اسے قبول کرتے ہیں۔ اور جو خلاف ہو، اسے ٹھکرا دیتے ہیں۔ خواہ کسی کی بات کیوں نہ ہو، کیونکہ وہ تقلیدی جکڑ بندیوں سے آزاد ہیں! ــــ اور وہ لوگ یقیناً اس کے مصداق نہیں کہ جنہوں نے دعوائے "اہلِ سنّت و جماعت" کے باوجود حنفی، بریلوی، مجدّدی، نقشبندی، وغیرہ نسبتیں تو بہت سی بنا رکھی ہیں، تاہم رسمِ وفا انہوں نے کسی ایک نسبت سے بھی نہیں نبھائی! ــــ چنانچہ اب ذرا دل تھام کر سنیئے:

آپ کے اس کتابچہ کے ٹائیٹل پر "آستانہ عالیہ" کے الفاظ موجود ہیں ــــ پہلے تو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب و سنّت اور "ما انا علیہ واصحابی" کی کسوٹی پر ہی انہیں پرکھیئے اور یہ بتلایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آستانوں کو، جو شرک کے اڈے ہیں، آباد کرنے کے لیے تشریف لائے تھے یا انہیں تباہ و برباد کرنے کے لیے؟ ــــ صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل اس سلسلہ میں کیا تھا اور کتاب و سنّت اس بارے کیا راہنمائی دیتے ہیں؟ ــــ صحیح مسلم، جلد ۲، ص ۶۶۶، رقم الحدیث ۹۶۹، باب الامر بتسویۃ القبر، طبع بیروت میں ہے:

"عن ابی هیاج الاسدی قال قال علیؓ بن ابی طالب الا ابعثك علیٰ ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لاتدع تمثالا الا ولاقبرا مشرفا الا سویتہ"

"ابوہیاج اسدی بیان کرتے ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا، کیا میں آپ کو اس کام پر مقرر نہ کروں، جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔—— وہ یہ کہ جو بھی تصویر نظر آئے، اسے مٹا ڈالیں، اور جو قبر بھی اونچی ہو، اسے زمین کے برابر کر دیں"

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیارے صحابی، آپؐ کے چچازاد بھائی، چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علیؓ کا طرزِ عمل آپ کو معلوم ہو گیا؛ —— صحیح مسلم کی اس حدیث کو بغور پڑھیئے، پھر ان آستانوں کی بلندی کی طرف نگاہ دوڑایئے، جو پختہ اینٹوں سے سینٹڈ ہوتے اور میلوں دور سے نظر آتے ہیں —— ساتھ ہی ساتھ صحیح مسلم ہی کی درج ذیل حدیث بھی پیشِ نگاہ رکھیے:

"عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يقعد عليه وان يبنى عليه"

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ۳۲، جلد ۲، صفحہ ۶۶۶، رقم الحدیث ۹۷۰)

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ (سیمنٹڈ) کرنے، ان کے اوپر بیٹھنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے!"

—— جناب اہلِ سنّت و جماعت صاحب، آپ کو "ما انا علیہ واصحابی" کا کچھ معنیٰ سمجھ میں آیا؛ اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ اس طریقے پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؛

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؛

آپ کی دوسری نسبت حنفی ہے —— آیئے آپ کو فتاویٰ عالمگیری کی بھی سیر کرائیں، جسے پانچ سو حنفی علماء نے ترتیب دیا، اور پاکستان میں اس کے نفاذ کا آپ مطالبہ بھی کرتے رہتے ہیں —— اس کی جلد اول صد ۱۶۶ پر ہے:

" ويسنم القبر قدر الشبر ولايربع ولا يجصص ولاباس برش الماء ويكره ان يبنى على القبر او يقعد او ينام عليه

او یؤطا علیہ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط او یعلم بعلامۃ من کتابۃ ونحوہ ...... ویکرہ عند القبر مالم یعھد من السنّۃ والمعھود منھا لیس الّا زیارتہ والدعاء عندہٗ قائما ۔" (طبع مصر ۱۳۱۰ھ)

"قبر ایک بالشت کوہان نما بنائی جائے، چوکور نہیں۔ اسے پختہ نہ کیا جائے، البتہ پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور مکروہ (حرام) ہے کہ قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے، یا اس پر بیٹھا، سویا، یا اسے روندا جائے، یا وہاں بول و براز کیا جائے یا کوئی کتبہ وغیرہ لگا کر نشانی قائم کی جائے ...... قبر کے پاس وہ سارے کام مکروہ (حرام) ہیں جو سنّت سے ثابت نہیں۔ اور سنّت سے صرف یہی ثابت ہے، قبر کی زیارت اور وہاں کھڑے ہو کر اس (صاحبِ قبر) کے حق میں دعا کرنا۔"

اسی طرح ہدایۃ مع فتح القدیر جلد ۲، ص ۱۳۹، فصل فی الدفن، طبع مصر ۱۹۷۰ء میں ہے:

"ویکرہ الاجر والخشب، لانّھما لاحکام البناء والقبر موضع البلیٰ ــ الخ!"

"قبر کے لیے پختہ اینٹ اور لکڑی کا استعمال مکروہ (حرام) ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں کسی عمارت کو پختہ بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہیں، جب کہ قبر تو بوسیدگی و ویرانی کی جگہ ہے۔"

مزید یہ دیکھیئے کہ آپ کے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا فتویٰ کیا ہے؟ ــــ امام محمدؒ اپنی کتاب "کتاب الآثار" (ص ۵۲ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۵ھ) میں لکھتے ہیں:

"ارفعوا القبر حتّٰی یعرف انہ قبر فلا یؤطا، قال محمد وبہ نأخذ ولا نرٰی ان یزاد علیٰ ماخرج منہ، ونکرہ ان یجصّص او یطین او یجعل عندہٗ مسجدا او علما او یکتب علیہ ویکرہ الاجران یبنی بہ او یدخل القبر ولا نرٰی برش الماء علیہ بأسا وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ!"

"قبر بس اسی قدر اونچی کرو، وہ پہچانی جائے کہ وہ قبر ہے، تاکہ اسے روندا نہ جائے۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں، یہی ہمارا مسلک ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ قبر سے جو مٹی نکلتی ہے، اس سے زائد اس کے اوپر نہ ڈالی جائے: ہمارے نزدیک یہ بھی مکروہ (حرام) ہے کہ قبر کو پختہ کیا جائے یا اس کو مٹی سے لیپا جائے، یا اس کے پاس مسجد یا کوئی علامت قائم کی جائے یا اس پر لکھا جائے۔ اور یہ بھی مکروہ (حرام) ہے کہ قبر پر پختہ اینٹوں سے کچھ تعمیر کیا جائے، یا قبر کے اندر اس کا استعمال کیا جائے۔ اور یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے!"

واضح رہے کہ مذکورہ عبارات کے ترجمے میں ہم نے مکروہ کے بعد بریکٹ میں لفظ "حرام" کا اضافہ کیا ہے، تو اس کی دلیل بھی فقہ حنفی سے ہی ملاحظہ ہو:

"واعلم انّ المکروہ اذا اطلق فی کلامھم فالمراد منہ التحریم۔" (ردّ المختار، شرح درِ مختار، ج ۱، ص ۲۰۷، طبع قدیم، مصر)

"جان رکھیے، جب ان (فقہاء) کے کلام میں کراہت کا لفظ مطلق استعمال ہو تو اس کراہت سے مراد تحریم (حرام ہونا) ہے۔"

اب فرمائیے حضرت! آپ کے امام اعظم اور ان کے شاگردِ خاص تو فرمائیں کہ قبر پر بس اس قدر مٹی ڈالی جائے کہ وہ بحیثیتِ قبر پہچانی جاسکے، لیکن یہ آستانے آسمان سے باتیں کرتے نظر آئیں ـــــ وہ تو قبر کو پختہ کرنا گوارا، اس کو مٹی سے لیپنا بھی حرام قرار دیں، اور آپ انہیں سیمنٹ کر کے ان پر ڈسٹمپر بھی کرادیں، سونے کی پان بھی چڑھا دیں ـــــ وہ قبر پر کچھ لکھنے سے منع فرمائیں، لیکن یہاں چاروں طرف خطِ طغراء کے باکمال نمونے موجود ہوں ـــــ پھر بھی آپ حنفی کے حنفی، ان کے مقلد، ان کے نام لیوا ـــــ لیکن ہم غریب صرف وہی بات کہہ دیں، جو خود امام صاحب نے فرمائی کہ "اذا صحّ الحدیث فھو مذھبی" تو ہم اماموں کے گستاخ، ان کے منکر اور نہ جانے کیا کیا؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مولانا، خدا کا شکر ادا کیجیے کہ یہاں فقہ حنفی نافذ نہیں ہوگئی، ورنہ ـــــ!

ـــــ اور صرف فقہ حنفی پر ہی کیا منحصر ہے، آپ کے ایک اور امام مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے پوچھا گیا تھا:

"عرض: قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟

ارشاد: خلافِ سنّت ہے۔ میرے والد ماجد، میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں دیکھئے۔ ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔"

(ملفوظات حصہ سوم صہ ۸۶، مطبوعہ کراچی)

"الزبدۃ الزکیہ" (صہ ۶۵) میں فرمایا:

"قبر کے اوپر چنائی کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو محلِ سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔"

"شفاء الوالہ" میں کہا:

"بلندیٔ قبر میں حدِ شرع ایک بالشت ہے۔" (صہ ۱)

——— اور یہاں بلندیاں ناپنے کے لیے میٹروں کی ضرورت پیش آگئے! ——— مولانا سچ بتائیے، آپ جس جس کے بھی نام لیوا ہیں، ان میں سے آپ نے کبھی کسی سے وفا بھی کی ہے یا نہیں؛ ——— اپنے اس پمفلٹ کو ہی دیکھ لیجئے، آپ نے صہ ۱۳ پر "شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" کا ایک طویل اقتباس نقل فرمایا ہے۔ اس سے قبل (صہ ۱۲ پر) انہیں "جناب شیخ محقق علی الاطلاق بالاتفاق شارح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" کے القاب بھی دیئے ہیں ——— انہوں نے مدارج النبوت (جلد اوّل صہ ۴۱۲، مطبع نولکشور، مصدقہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی) میں لکھا ہے؛

(فارسی عبارت کا ترجمہ:)

"(خیر القرون میں) ہیں قبر کو بلند نہ کرتے اور اس پر عمارت اینٹ اور پتھر سے نہ بناتے اور گچ مٹی سے اسے مضبوط نہ کرتے اور قبر پر عمارت قبہ نہ بناتے — یہ تمام کام بدعت ہیں اور ناپسندیدہ!"

ہم عرض کر چکے کہ مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت کی حقانیت ثابت کرنے کے سلسلہ میں آپ نے ان کا طویل اقتباس نقل کیا ہے ——— ہم نے بھی انہی کا فتویٰ نقل کیا ہے، اس فتویٰ کی روشنی میں دیکھ لیجئے، آپ اہلِ سُنّت میں سے ہیں یا اہلِ بدعت میں سے؛ ——— جن کے بارے آپ نے زیرِ نظر کتابچہ کے ٹائیٹل پر الجامع القرآن، تفسیر مظہری، تفسیر ابنِ کثیرؒ، تفسیر فتح القدیر للشوکانیؒ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ،

"عن ابن عباس فی هٰذه الاٰية قال تبيض وجوه اهل

السنّة والجماعة وتسودّ وجوه اهل البدع"!

"ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کو اہلِ سُنّت وجماعت کے چہرے روشن ہوں گے۔" (یہاں تک ہم نے آپ کا ترجمہ نقل کیا ہے، لیکن یہ نامکمل ہے، بقیہ ہم مکمل کیے دیتے ہیں:) اور اہلِ بدعت کے چہرے کالے ہوں گے"!

اب بتایئے کہ منہ کالا ہُوا تو کس کا؟ ——— آہ!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا!

——— مزید دیکھیے، آپ نے صفحہ ۱۰ پران لوگوں کو، جو حضورؐ کو بشر کہتے ہیں، آپؐ کے علمِ غیب کے قائل نہیں، سب سے بڑے اہلِ بدعت کہا ہے ——— اس پر تبصرہ تو بعد میں ہوگا کہ آپ کے اس فتویٰ کی زد میں کون کون آتے ہیں، فی الحال آپ کو آپ کے اپنے "حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ" کا ایک فرمان سنا دیں۔ انہوں نے "غنیۃ الطالبین" میں "اہلِ بدعت کی پہچان" لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

"واعلم لانّ اهل البدعة علامات يعرفون بها فعلامة اهل البدعة الوقيعة فى اهل الاثر۔" (ص۱۸۲)

"(اے طالبِ حق) جان لے کہ اہلِ بدعت کی کچھ نشانیاں ہیں، جن سے وہ (خود بخود) پہچانے جاتے ہیں ——— چنانچہ اہلِ بدعت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اہلِ حدیث کی برائی اور بدگوئی کرنے کے عادی ہوتے ہیں"!

پھیلائے تھے دام سخت قریب آشیاں کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے!

(جاری ہے)